روزہ

صیام رمضان من الاسلام
[رمضان کے روزے اسلام کی جُز ہین]

زمانہ نبوت سے لیکر اِس صدی تک جسمین ہم ہین تمام مسلمانون کا اِسپر اتفاق رہا ہے کہ روزہ ماہ رمضان اسلام کا جُز ہے جیسی نماز و زکوۃ و حج وغیرہ اور اچھا بھلا قوی توانا آدمی جو مرض و سفر مین مُبتلا نہو روزہ رکھنے نہ رکھنے مین خود مختار نہین ہے - اور ابتداء سے آجتک مختلف فرقہ ہائے اہل اسلام (سُنّی بدعتی شیعہ - خارجی - معتزلی وغیرہ وغیرہ) سے کسینے اِسمین اختلاف نہین کیا مگر عرصہ تقریبًا ایک سال سے نئے خیال کے لوگون نے (جو احکام دین اسلام کی ترمیم و چھانٹ کر رہے ہین جسکا نام وہ تہذیب رکھتے ہین) اِس روزہ مین یہہ ترمیم کی ہے کہ اسکو واجب مُخیّر (یعنی اختیاری فرض) بنا دیا اور صاف فرما دیا ہے کہ صحیح و تندرست آدمی جو نہ مریض ہو نہ مسافر اگر روزہ رکھنے مین تکلیف پاوے گو وہ تکلیف حدّ مرض تک نہ پہنچے اور کوئی بیماری پیدا کرے تو اسکو جایز و مختار ہے کہ روزہ نہ رکھے اور اُسکی بدلے ایک مسکین کو روٹی کہلا دیا کرے اور اِس ترمیم و تصرف پر اُنہون نے ایک دلیل نقلی (آیت مجمل و محتمل الوجوہ وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین) سے استدلال کیا ہے جسکی کئی معنی ہو سکتے ہین اور کسی ایک معنی پر کوئی دلیل قطعی قائم نہین ہے اور نہ اہل اسلام کا اِسپر اتفاق ہے اور ایک دلیل عقلی سے استشہاد کیا ہے جسکی بناء انکے خیال مین انسانی تجربہ پر ہے -

ہم اِس مضمون مین مسلمانون کے قدیمی و متوارث اعتقاد کی درستی و مضبوطی بیان کرنا چاہتے ہین اور اُن اہل تہذیب کی غلطی بتاتے ہین - بدون اسکے کہ کسی خاص شخص کو مخاطب کرین یا کسی کتاب و تالیف کو نشانہ بنائین چنانچہ اِس بات کا ہم [illegible]

† یہہ الفاظ لوگون کے محاورہ عام پر بولے گئے ہین اور ہم یہہ الفاظ کو کسیکی نسبت کہنا پسند نہین کرتے چنانچہ اِس [illegible] بہت مضمون لکھے گئے -

واضح ہو کہ ہمارے مدعا کی تائید و قول مخالف کی تغلیط تین اصول پر موقوف ہے جن کو قبل بیان مدعا بیان کیا جاتا ہے۔ پس جو صاحب ہمارے مدعا اور قول مخالف میں محاکمہ یا کسی جانب کی تائید یا تزئیف کرنا چاہیں وہ پہلے ان اصول میں نظر کرلیں

اصل اول یقین ثابت شک عارض سے زائل نہین ہوتا۔

تشریح

جو امر یقین سے ثابت ہو چکا ہو۔ وہ پیچھے کر شک آجانے سے باطل نہین ہوتا

تمثیلات

(۱) زید اپنے بیٹے یا بیوی کو جانتا ہے کہ وہ اسکا بیٹا یا بیوی ہے۔ پس تھوڑی دیر اُن سے غائب ہونیکے بعد اُسکا یہہ شک و احتمال کہ شاید وہ نہون اُسکے اصلی بیٹے یا بیوی کی ہم شکل ومشابہ کسی اور کا بیٹا یا بیوی ہو اُسکے یقین سابق کو باطل نہین کر سکتا۔

(۲) زید نے نماز ظہر کے لئے وضو کیا تھا۔ پھر عصر کے وقت اُسکو شک ہوا کہ شاید وہ وضو نہین رہا اِس شک سے وہ وضو فاسد نہین ہوتا ۔

اصل دوم دلیل محتمل الوجوہ والمعانی مفید یقین نہین ہوتی اور کسی خاص معنی پر منجملہ ان معانی کے بدون شہادت اور دلیل مستقل کے اِس سے استدلال صحیح نہین۔

تشریح

جس آیت یا حدیث یا کسی اور کلام بشر کے کئی معنی ہوسکین۔ اِس سے کسی خاص معنے کی مراد ہونیکا یقین حاصل نہین ہوسکتا۔ اور اِس معنی کی مراد ہونے پر بدون شہادت دوسرے کلام باقرینہ کے صرف اُسی مشتبہ ومحتمل کلام سے تمسک نہین کیا جاسکتا۔

تمثیلات

(۱) زید کے چار بیٹے ہیں۔ اس نے کہا کہ ایک بیٹے کو مینے ایک ہزار روپیہ دیا۔ اِس کلام سے کوئی خاص بیٹا اسکو مراد ہونے پر استدلال نہین کر سکتا ۔

وتوارث سے ثابت ہے - اور یہہ اتفاق اسکے ثبوت پر قطعی دلیل ہے -
(۳) نماز کے اتفاقی ارکان رکوع وسجود وقیام وغیرہ اور انکی صورتین اور اعداد رکعات فرائض وہیئت ارکان وشعائر حج اسی تعامل وتوارث اہل اسلام سے ثابت ہین اور یہی تعامل وتوارث انکے ثبوت پر دلیل قطعی ہے -
یہہ اصول ثلثہ بداہت عقل وشریعت سے ثابت ہین واہل اسلام مین مسلم - اسلئے ہمنے انکی دلیل بیان نہین کی - صرف تمثیل پر قناعت کی ہے - اگر کوئی انکی حجیت وثبوت مین کلام کریگا تو عقل ونقل سے انکا ثبوت دیا جاویگا اور بازالۂ خفاء ان اصول کی بداہت پر اسکو متنبہ کیا جاویگا -
جب یہہ اصول بیان ہو چکے تو اب اصل مدعا کو بیان کیا جاتا ہے وباللہ التوفیق -
فرضیت صیام رمضان ہر مکلف صاحب طاقت پر جو بیمار ومسافر نہو زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکہ آجتک باتفاق اہل اسلام ثابت ہے - اور اس فرضیت پر نصوص قرآن اور دعوت مدت العمری حضرت رسالت وتعامل وتوارث کافۂ اہل اسلام ہر عصر دلائل ہین

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ الآیہ -
شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ - بقرہ ۲۲۶

قرآن مجید مین ارشاد ہے - اے ایمان والو تمپر روزہ فرض کئے گئے ہین جیسے تمسے پہلون پر فرض کئے گئے تہے × × رمضان کا مہینا ہے جسمین قرآن اوتارا گیا ہے جو لوگون کے لئے ہدایت ہے اور کھلی نشانیان راہ کی اور جکوتے احکام - پس جو اسمین حاضر ہو وہ اسکا روزہ رکہے اور جو مریض یا مسافر ہو وہ دوسرے دنون کو شمار کرے یعنی اتنے دن روزہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کسیکو اسلام وارکان اسلام کی دعوت وتعلیم فرماتے

عن طلحة بن عبيد الله قال جاء رجل الى رسول الله من اهل نجد ثائر الرأس تسمع دوي صوته ولا نفقه ما يقول حتى دنا فاذا هو يسال عن الاسلام فقال رسول الله خمس صلوات في اليوم والليلة فقال هل علي غيرها قال لا الا ان تطوع - قال رسول الله وصيام رمضان الحديث (بخاری ص۱۲ مسلم ص۳۰)

تواسمین صیام رمضان کو ذکر کرتے ایک اعرابی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام کا سوال کیا تو آپ نے اُسکے جواب مین پانچ وقت نماز وصیام رمضان وزکوة کو ذکر فرمایا

عن انس جاء رجل من اهل البادية (في رواية البخاري اسمه ضمام) فقال يا محمد اتانا رسولك فزعم لنا ان علينا صوم شهر رمضان في سنتنا قال صدق قال فبالذي ارسلك آلله امرك بهذا قال نعم - صحیح مسلم ص۳۱ صحیح بخاری ص۱۵

ضمام بن ثعلبہ نے آنحضرت کے پاس حاضر ہوکر عرض کیا کہ آپ کے فرستادہ نے بیان کیا ہے کہ ہمپر رمضان کے روزے فرض ہین آنحضرت نے فرمایا وہ سچ کہتا ہے پہر اُس نے عرض کیا یہہ خدا کا حکم ہے؟ آنحضرت نے فرمایا ہان ــ

عن ابن عباس ان وفد عبد القيس لما اتوا النبي صلى الله عليه وسلم امرهم بالايمان بالله وحده قال اتدرون ما الايمان بالله وحده قالوا الله ورسوله اعلم قال شهادة ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله واقام الصلوة وايتاء الزكوة وصيام رمضان

ثم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم احفظوهن واخبروا بهن من ورائكم (بخاری ص۱۳ مسلم ص۳۳)

قبیلہ عبد القیس کے وکیل آنحضرت کے پاس آئے اور آپ نے ان کو ایمان تلقین کیا تو اُس مین نماز و روزہ وغیرہ ارکان اسلام کو ذکر فرمایا اخیر مین یہہ ارشاد کیا ان باتون کو یاد رکھو اور اپنے پچھلون کو ان کی خبر دو۔

عن ابی هریرۃ قال کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یوما بارزا للناس فاتاہ رجل فقال یا رسول اللہ ما الاسلام قال الاسلام ان تعبد اللہ ولا تشرك به شيئا وتقيم الصلوة المكتوبة وتؤدي الزكوة وتصوم رمضان - قال رسول اللہ هذا جبرئيل جاء ليعلم الناس دينهم - مسلم ص ۹ بخاری ص ۱

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے تعلیم امت کے لیئے آنحضرت سے اسلام کا سوال کیا تو انکے جواب مین بہی آنحضرت نے صیام رمضان کو منجملہ اسلام شمار کیا آخر مین یہہ فرمایا کہ یہہ رسایل جبرئیل تہا لوگون کو دین سکہانے آیا تہا یہہ ہمنے چند احادیث کا خلاصہ مطلب نقل کیا ہے اور اس قسم کی اور بہت احادیث ہین جسکا احصا و شمار دشوار ہے

اور تعامل و توارث مسلمین محتاج نقل و بیان نہین ہے - سبہ کوئی جانتا ہے کہ اسلام کے ہر مذہب و طریق مین رمضان کے روزہ فرض ہین - اور کسی مذہب شیعہ سنی معتزلی خارجی وغیرہ مین اچہے بہلے آدمی کو روزہ نہ کہنا اور اسکے بدلے فدیہ (ایک مسکین کا کہانا) دیدینا جائز و معمول و مروج نہین ہے -

یہہ دلائل (آیات کتاب اللہ - و احادیث رسول اللہ - و تعامل امت محمدیہ) قطعی† و یقینی

† اگرچہ نصوص قرآن جو درباب صیام وارد ہین عمومات ہین اور عام قطعی الدلالۃ نہین ہوتا اور احادیث نبویہ جو اس باب مین منقول ہوئی ہین وہ اخبار احاد ہین اور اخبار احاد بہی ظنی ہوتی ہین و لیکن تعامل و توارث امت نے (جسکا قطعی ہونا اصل سوم مین بیان ہوا ہے) ان عمومات کو قطعی بنا دیا اور یقینا بتا دیا ہے کہ ان عمومات سے باستثنا مریض وغیرہ کے (جنکا مستثنی ہونا صریح کتاب و سنت سے ثابت ہے) سبہی افراد مراد ہین اور احادیث مذکورہ اگرچہ بلحاظ خصوص طرق والفاظ اخبار احاد ہین مگر بنظر معنی و قدر مشترک متواتر ہین - یہی تعامل و توارث امت انکے تواتر معنوی پر دلیل ہے اس سے صاف ثابت ہے کہ یہہ ادلہ قطعی ہین اور فرضیت صیام پر قطعی و یقینی طور پر دلالت کرتی ہین یہی وجہ ہے کہ دین اسلام مین

طور پر صیام رمضان کا فرض ہونا ثابت کر رہے ہین اب اس فرض قطعی سے اُن
جوان و تندرست لوگون کو (جو روزہ رکہنے مین مرض کے سوا تکلیف پاتے ہین) مخصوص
و مستثنی کرنا اور انکو یہہ فرض قطعی معاف کر کے یہہ اختیار دینا کہ وہ چاہین روزہ رکہین
چاہین اسکے فدیہ (بدلہ) مین ایک مسکین کو کہانا کہلا دیا کرین اسپر موقوف ہے کہ
حکم قطعی سے اُن لوگون کے مخصوص و مستثنی ہونے پر ویسے ہی دلایل قایم ہون
جیسے اِس حکم کے ثبوت پر قطعی دلایل قایم و موجود ہین۔ اور جہانتک کتاب اللہ و سنت
و تعامل و توارث امت مین تفحص و غور کیجاتی ہے ایسی کوئی دلیل جو اُن لوگون سے
اِس حکم کو معاف و رفع و منسوخ کر دے پائی نہین جاتی۔ اِس سے یہہ نتیجہ پیدا ہوا کہ
ان لوگون کو اِس حکم سے مخصوص و مستثنی کرنا اور روزہ رکہنے و فدیہ دینے مین مخیر
بنانا جایز نہین ہے وہو المدّعا۔

اس دلیل کا پہلا مقدمہ (کہ ان لوگون کے مستثنی ہونے کے لئے دلیل قطعی
کا موجود ہونا ضروری ہے) تو فصل اول مین ثابت ہو چکا اور بخوبی بیان ہو لیا ہے کہ
امر قطعی کے مقابلہ و ازالہ کے لئے امر قطعی بکار ہے اور یقین ثابت شک سے زایل
نہین ہو سکتا۔

دوسرا مقدمہ (کہ اُن لوگون کے مستثنی ہونے پر دلیل قطعی موجود نہین ہے)
یہہ ثبوت رکہتا ہے کہ سنت و تعامل امت مین تو ایسی دلیل کا نام و نشان پایا نہین جاتا
اور نہ کسی موافق یا مخالف کو اسکا دعوی ہے۔ کوئی نہین کہتا اور نہ کہسکتا ہے کہ آنحضرت
نے جوان تندرست لوگون کو روزہ نہ رکہنے اور اُسکے بدلے ایک مسکین آدمی کو روٹی
کہلا دینے کا حکمدیا اور اسپر آنحضرت کے زمانہ سے زمانہ صحابہ یا تابعین یا اُنکے بعد تک

نماز روزہ حج وغیرہ احکام کو قطعی مانا جاتا ہے اور اُنکے منکر کو کافر کہا جاتا ہی باوجودیکہ نصوص
قرآنیہ جو ان احکام مین وارد ہین عمومات ہین اور احادیث نبویہ لفظاً احاد۔ منہ

کسی فرقہ یا کسی مسلمان کا عمل رہا - اب رہی کتاب اسماعیل بہی کوئی ایسی بات قطعی الدلالۃ واضح المراد پائی نہین جاتی جس سے صاف وصریح طور پر اُن لوگون کے لئے روزہ نرکہنے اور اسکے بدلے فدیہ دینے کی اجازت نکلتی ہو ۔

اہل نیچر جو اس حکم صیام کی ترمیم کے درپے ہین وہ اِس حکم سے جوان وتندرست لوگون کے مخصوص ومستثنی ہونے پر ایک دلیل نقلی آیت (وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ) پیش کرتے ہین دوسری دلیل عقلی ونیچری -

نقلی دلیل کے وہ یہہ تقریر کرتے ہین کہ اِس آیت مین جو لفظ یطیقون وارد ہے اسکے معنی (چنانچہ بعض علماء سے تفسیر کبیر مین منقول ہین) مشقت وتکلیف سے کام کرنے کے ہین کیونکہ لفظ وسع وطاقت دو لفظ جداگانہ ہین - وسع اُس شخص کی نسبت بولا جاتا ہے جو کسی کام کے کرنے پر بسہولت وآسانی قادر ہو - طاقت اس شخص کی نسبت بولا جاتا ہے جو کسی کام کے کرنے پر تکلیف اوٹہا کر اور بمشکل قادر ہو - پس بلحاظ لفظ یطیقون آیت کے معنی یہہ ہوئے کہ جو لوگ سختی وتکلیف اُٹہا کر روزہ رکہنے کی طاقت رکہتے ہین انکو اجازت ہے کہ روزہ کے بدلے فدیہ دیدین اور قرآت شاذہ یطوقونہ وغیرہ جنکے معنی یکلفونہ کے ہین نیز اِسی معنی کے موید ہین -

عقلی دلیل اُن حضرات کا خلاصہ یہہ ہے کہ تمام انسان بڈّہے ہون خواہ جوان باعتبار خلقت اور موسم اور ملک کے مختلف ہوتے ہین بہت جوان روزہ رکہنے مین تکلیف پاتے ہین - بعض بڈہے روزہ کی تکلیف کو کچہہ بہی نہین سمجہتے - پہر وہی لوگ جو ایک موسم مین روزہ رکہنے مین تکلیف نہین پاتے دوسرے موسم مین نہایت تکلیف اُٹہاتے ہین ایک ملک کے لوگ جبکہ دن معتدل مقدار ہوتا ہے آسانی سے روزہ رکہہ سکتے ہین اور جب دن بڑا ہوتا ہے روزہ مین نہایت تکلیف اٹہاتے ہین بلکہ بعض ملکون مین کبہی اتنا بڑا دن ہوتا ہے کہ اُسمین روزہ رکہنا طاقت

انسانی سے خارج ہے جیسے عرض تسعین جسمین چھ مہینے کا دن ہوتا ہے اور عرض ستین جہان بعض ایام مین دن ڈوبتے ہی آفتاب نکل آتا ہے۔ پس بلحاظ ان حالات واختلافات کے ہر شخص کو ہر ملک وہر موسم مین روزہ رکھنے کا حکم دینا نامناسب نیچر انسانی کے مخالف ہے اسلئے ضرور ہوا کہ آیت کے وہ معنی کئے جاوین جو نیچر انسانی کے مطابق ہین کہ جو لوگ روزہ رکھنے مین تکلیف اٹھاوین وہ روزہ کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دیا کرین ۔

مگر ہمارے خیال مین یہہ دونون دلیلین انکی ناتمام وناقابل استدلال ہین قطعی ہونا توکہان ۔

نقلی دلیل اسلئے ناتمام وناقابل استدلال ہے کہ وہ کئی معنون اور وجوہات کا احتمال رکھتی ہے اور اصل دوم مین بیان ہوچکا ہے کہ جو دلیل کئی معنی کا احتمال رکھے وہ لائق استدلال نہین ہوتی ۔

وہ احتمالات معانی ووجوہات بتفصیل ذیل ہین ۔

(۱) لفظ یطیقونہ کے لفظی معنے **دو طرح** کے ہوسکتے ہین **ایک** وہ جو آپنے بیان کئے ہین کہ جو لوگ بتکلیف وسختی روزہ رکہین جو طاقت کو معنی وسعت قرار پر موقوف ہین ۔

دوسرے یہہ کہ جو لوگ بلا تکلیف روزہ رکہہ سکین جو طاقت کو معنی وسعت ودیگر کئے جاتے ہین اور جمہور علما حضرت سلمہ بن الاکوع وحضرت ابن عمر وغیرہ آیت کے یہی معنے سمجہکر اس آیت کو منسوخ بتاتے ہین **صحیح بخاری** وغیرہ مین حضرت سلمہ بن اکوع سے مروی ہے کہ جب آیت وعلی الذین یطیقونہ نازل ہوئی تو جو کوئی چاہتا افطار کرتا اور فدیہ دیتا یہانتک کہ وہ آیت

> عن سلمة بن الاكوع قال لما نزلت وعلى الذين يطيقونه فدية طعام مسكين كان من اراد ان يفطر ويفتدي حتى

نزلت الآیة التی بعدها فنسختها
وعن ابن عمر انه قرأ اٰیة فدیة
طعام مسکین قال ھی منسوخة
(صحیح بخاری ص۶۴۷)

اختلف العلماء فی تاویل ھذہ الآیة
وحکمها فذھب اکثرھم الی ان ھذہ
الآیة منسوخة وھو قول ابن عمر
وسلمة بن الاکوع وغیرھما۔ ذلک
انھم کانوا فی ابتداء الاسلام مخیرین
بین ان یصوموا وبین ان یفطروا
ویفتدوا واخبرھم اللّٰہ لئلا یشق
علیھم لانھم کانوا لم یتعودوا الصوم
ثم نسخ التخییر ونزلت العزیمة بقوله
فمن شھد منکم الشھر فلیصمه۔
(معالم ص۷۰)

القول الثانی وھو قول اکثر المفسرین
ان المراد من قوله وعلی الذین
یطیقونه المقیم الصحیح فخیرہ
اللّٰہ او بین ھذین ثم نسخ
ذلک واوجب الصوم مضیقا
معینا۔ (تفسیر کبیر ص۷۷ جلد۲)

جو اس کے بعد ہی نازل ہوئی اور اس آیت
کو منسوخ کیا۔ اور حضرت ابن عمر سے
روایت ہے کہ انہوں نے آیت فدیہ پڑھی
تو فرمایا کہ یہہ منسوخ ہے۔

اور تفسیر معالم میں ہے کہ اس آیہ کے معنی میں علماء کا
اختلاف ہے اکثر اسکے قایل ہیں کہ یہہ منسوخ ہے
یہی قول ہے ابن عمر و سلمہ بن اکوع وغیرہ کا۔
اسکا بیان یہ ہے کہ وہ لوگ ابتداء اسلام میں
اختیار دئیے گئے تھے کہ روزہ رکھیں خواہ افطار
کریں اور روزہ کے بدلے فدیہ دیں خدا نے انکو اسلئے
اختیار دیا تھا کہ حکم روزہ رکھنے کا انکو ناگوار معلوم
نہو کیونکہ وہ روزہ کے عادی نتھے پہر یہہ اختیار
منسوخ ہوا اور حکم روزہ پختہ طور پر نازل ہوا اور
قول سے جو اسکے بعد ہے فمن شھد منکم الشھر فلیصمه
یعنی جو ماہ رمضان میں حاضر ہو وہ روزہ ہی رکھے
اور تفسیر کبیر میں ہے کہ اکثر مفسرین کا یہی قول
ہے کہ علی الذین یطیقونه سے اچھا بھلا مقیم
آدمی مراد ہے خدا نے پہلے اسکو ان دو امروں
میں اختیار دیا تہا پہر اسکو منسوخ کیا اور بالتعین
روزہ کو واجب کر دیا ایسا ہی تفسیر فتح البیان
بیضاوی جلالین وغیرہ روئے زمین کی

تفاسیر مین قول حضرت عمرؓ و حضرت سلمہؓ و جمہور علماء منقول ہے جسمین صاف ادعاء ہے کہ اس آیت مین ہر کسیکو بلا قید مشقت و تکلیف روزہ نہ رکھنے کا اختیار دیا گیا تھا جو پیچھے کو بحکم آیت فمن شہد منکم الشہر فلیصمہ منسوخ ہوا۔ پس جبتک اہل نیچر اور حضرت ابن عمر وغیرہ مین کسی اور دلیل کے شہادت سے یہہ فیصلہ نہو کہ آیت کے معنے وہی مراد ہین جو اہل نیچر بیان کرتے ہین نہ وہ معنے جو حضرت ابن عمر وغیرہ کہتے ہین اہل نیچر کا استدلال اس سے صحیح نہین ہے۔

اہل نیچر نے جو اپنے تجویزی معنے کی تائید مین قول بعض علماء بحوالہ تفسیر کبیر پیش کیا ہے وہ اس فیصلہ کے لئے دلیل ہونے کی لائق نہین ہے۔ کیونکہ وہ صرف بعض علماء کا قول ہے اور عامہ اہل لغۃ و محاورات عرب کے مخالف ہے۔ اسی تفسیر مین (جسپر اہل نیچر کا اعتماد ہے) کہا ہے کہ وسع مین دو قول ہین ایک کہ وہ عین طاقت

وفی الوسع قولان احدھما انہ الطاقۃ والثانی انہ دون الطاقۃ وھو قول المعتزلۃ ومقاتل والضحاک (تفسیر کبیر صفحہ ۳۰۵ جلد ۲)

وفی فتح البیان الاول انہ الطاقۃ کما فسر بہ اھل اللغۃ

ہے دوسرا یہہ کہ وہ طاقت سے (مشقت مین) کم ہے اور یہی قول معتزلہ وغیرہ کا ہے۔ ایسا ہی تفسیر فتح البیان مین کہا ہے اور اسمین یہ بھی کہا ہے کہ قول اول اہل لغۃ کی تفسیر ہے۔

قاموس مین لفظ وسع کے بیان مین کہا ہے کہ یہہ کہنا ہکو وسعت نہین ہے

وما اسع ذلک ای ما اطیقہ

والطوق الوسع والطاقۃ (قاموس محقق)

والوسع والسعۃ الجدۃ والطاقۃ خیارھم من الاعمال ما یطیقونہ ای یطیقون الدوام علیہ بلا مشقۃ وضرر (مجمع البحار صفحہ ۳۳ جلد ۳ و صفحہ ۳۳۰ جلد ۳)

یہی کہنا ہے کہ ہکو طاقت نہین ہے اور لفظ طوق کے بیان مین کہا ہے کہ طوق عین وسعت ہے

مجمع البحار مین مادہ وسع مین وسع کو معنی طاقت قرار دیا ہے اور بذیل مادہ طوق طاقت کو بمعنی وسعت بلا ضرر و مشقت تفسیر کیا ہے۔

اور قرآن و حدیث مین جو محاورہ عرب عربا کا مخزن ہے بہت جگہ وسعت بمعنی طاقت ہے اور طاقت بمعنی وسعت بولتے مین آئے ہین سورہ بقرہ و اعراف و مومنین مین جو آیت لا یکلف اللہ نفسًا الا وسعہا مین لفظ وسع واقع ہوا ہے اسکی تفسیر مفسرین نے وسعت سے کی ہے اور کہین لفظ طاقت کے ساتھہ لفظ وسعت بہی ملا دیا ہے جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہہ الفاظ ایک دوسرے کے معنی مین بولے جاتے ہین۔

دیکہو بیضاوی صـ۱۳۳ الم صـ۵۸ وغیرہ

ایسا ہی جو سورہ بقر کے اخیر مین لفظ طاقت وارد ہوا ہے اس کی مفسرین نے استطاعت سے تفسیر کی ہے جو وسعت کے معنی مین ہے

دیکہو تفسیر فتح البیان صـ۳۵۳ ج ا و تفسیر کبیر صـ۵۷۹ جلد م

ایک حدیث مین آیا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے تم وہ عمل لازم پکڑو جسکی طاقت رکہو اسلئے کہ خدا تعالے ثواب دینے سے نہین رکتا ہیانتک کہ تم تہک کر عمل کرو یعنی تہک کر عمل کروگے تو ثواب پاؤگے

عن عایشۃ قالت قال رسول اللہ علیکم بما تطیقون من العمل فان اللہ لا یمل حتی تملوا (بخاری صـ۱۵)

اس حدیث مین طاقت سے وسعت مراد ہے طاقت بہ تکلیف و مشقت اسی سے تو اس حدیث مین منع کیا اور صاف فرمایا ہے کہ تہک کر عمل کروگے تو ثواب نہ پاؤگے ایسا ہی اوس حدیث (امرہم من الاعمال بما یطیقون یعنے آنحضرت لوگون کو اون اعمال کا حکم دیتے جنکی وہ طاقت رکہتے) مین طاقت سے وسعت مراد ہے جسکی نقل و تفسیر عبارت مجمع البحار مین گزر چکی ہے۔ اور ایک حدیث مین آیا ہے کہ آنحضرت نے عبد اللہ بن عمرو رض کو جو ہمیشہ روزہ رکہتے تہے) فرمایا۔ ہر مہینے مین تین دن روزہ رکہ انہون نے عرض کیا مین اس سے زیادہ طاقت رکہتا ہون پہر آپنے دو دن افطار اور ایک دن روزہ رکہنے کا حکم دیا اوسکے جواب مین بہی انہون نے یہی عرض کیا اسی قسم کے اور سوال

عن عبد اللہ بن عمر قال قال رسول اللہ صلعم صم من الشہر ثلثۃ ایام قلت انی اطیق اکثر من ذلک قال فصم یومًا وافطر یومین قلت انی اطیق افضل من ذلک قال فصم یومًا وافطر یومًا وقال انی اطیق افضل من ذلک فقال النبی صلعم

لا افضل من ذلك (بخاری ص۲۶۱)

جواب ہوئے اس حدیث مین بہی طاقت سے
وسعت مراد ہے اگر انکی مراد یہہ ہوتی کہ مین تکلیف سے روزہ رکہہ سکتا ہون تو آپ اونکو پہلے
ہی سوال پر روک دیتے اور وہ دوسری اور تیسری دفعہ عرض نکرنے پاتے چنانچہ اور لوگ جو ہمیشہ

دیکھو قصہ نماز حضرت زینب بخاری مین ص۱۵۴

کے وقت مین تکلیف سے عبادت کرتے
تہے اس سے روکی گئی۔

یہہ قرآن وحدیث کے محاورات اور اہل لغت کی تصریحات صاف ناطق ہین کہ طاقت بمعنی
وسعت وسہولت زبان عرب مین مستعمل ہے پہر اس آیت مین صرف بشہادت قول بعض علما
یطیقونہ کے معنی تکلیف ومشقت سے طاقت رکہنے کے کیونکر متعین ہوسکتے ہین۔

اور جو اہل نیچر نے اپنی تجویزی معنی کی تائید مین قرآت شاذہ یطوقونہ وغیرہ سے استشہاد کیا ہے
وہ بہی انکی تائید سے قاصر ہے کیونکہ یطوقونہ وغیرہ شاذ قرائتین بہی یطیقونہ (قرات مشہورہ)
کیطرح دو معنی کا احتمال رکہتی ہین ایک وہ معنی جو اہل نیچر نے (اکثر بدعت کرکے) اختیار کیے ہین
دوسرے یہ معنی کہ جو لوگ روزہ کا حکم دئے گئے ہین اور حکم روزہ بطور قلاوہ اونکے گلے مین
ڈالا گیا ہے۔ اس تقدیر پر لفظ یطوقونہ طوق بمعنی قلاوہ سے مشتق ہوتا ہے چنانچہ تفسیر
بیضاوی اور اوسکے حواشی مین تفصیل بیان کیا ہے۔ پس جبتک یہہ لوگ قرات شاذہ کے
معنی کا بہی فیصلہ نکرلین اور کسی دوسری دلیل سے ثابت نکردین کہ جو معنی ان قرائتون کے
انہون نے اختیار کیے ہین وہی معنی متعین ومراد ہین تب تک ان قرات سے اونکا استشہاد
کب جائز ہے۔

حاصل جواب یہ ہے کہ اہل نیچر مشہور قرات یطیقونہ لین خواہ شاذہ قرات یطوقونہ وغیرہ اختیار کرین
اپنے لفظی معنی کی رو سے دو احتمال کی محتمل ہے اسلئے بحکم اصل دوم اس سے انکار استدلال انکا

✝ وقوله يطوقونه اي يكلفونه او يقلدونه من الطوق بمعنى الطاقة او القلادة ٭ ٭ وعلى هذه القرات يحتمل معنى ثانيا وهو الرخصة لمن يتعبه الصوم وجهده وهو الشيخ الفاني والعجائز في الافطار والفدية (بيضاوي) وفي حاشية للعصام قوله او يقلدونه اي يجعل الصوم كالقلادة في اعناقهم ويقال لهم صوموا فانه لافادة الوجوب لازم لهم كالقلادة ✝

(۴) اگر ہم فرض کر لین اور یہہ مان لین کہ اس آیۃ مین ایک ہی معنی (جو بزعم اہل نیچر تکلیف سے کام کرینگے) مراد ہین تو پھر بھی یہ آیۃ محل اور کئی وجوہ کی محتمل ہے کیونکہ تکلیف جو اس آیۃ کی لفظ یطیقونہ کے معنی مین اخذ کی گئی ہے وہ محدود و متعین نہین کہ وہ کس درجہ تک مراد ہے آیا ایسی تکلیف جو شیخ فانی (نہایت بڈھے آدمی) یا ناامید مریض کو ہوا کرتی ہے کہ سخت ضعف و غشی ہو جاوے اور دم نکلنے لگے یا مرض بڑہجاوے یا ایسی تکلیف جو اکثر نوجوان ناز پروردہ لوگون کو ہوتی ہے کہ کسیقدر خلاف عادت پیاس لگ جائے یا جبین نازنین پر پسینہ آئے [عط] یا ان دونو درجہ کے مابین کسی اور درجہ کی (جو بیشمار نکل سکتے ہین) تکلیف مراد ہے لہذا احتمال ہے کہ اس آیۃ مین درجہ اول کی تکلیف مراد ہو چنانچہ حضرت ابن عباسؓ و حضرت انسؓ و سعید بن جبیر وغیرہ اکابر نے کہا ہے و بناء علیہ آیہ کو محکم غیر منسوخ بتایا ہے چنانچہ تفسیر معالم و کبیر و فتح البیان وغیرہ مین موجود ہے اور اصل عبارات معالم و فتح البیان حاشیہ مین نقل کردی گئی ہین اور احتمال [عط] ہے کہ درجہ اخیر کی تکلیف مراد ہو چنانچہ اہل نیچر کا عمل و اعتقاد اوسپر گواہی دیتا ہے اور یہ بھی احتمال [عط] ہے کہ ان دو درجہ کے مابین کسی اور درجہ کی تکلیف مراد ہو۔ پس جبتک اس تکلیف کی کوئی حد مقرر نہجاوے اور اہل نیچر اور حضرت ابن عباسؓ وغیرہ مین کسی دوسری دلیل سے تصفیہ و فیصلہ نہولے کہ اس سے مراد اس درجہ کی تکلیف ہے جو اہل نیچر سمجھتے ہین نہ اوس درجہ کی تکلیف جو حضرت ابن عباسؓ وغیرہ محدود و مقرر کر گئے ہین

۴ وقرء ابن عباس وعلى الذين يطوقونه بضم الياء وفتح الطاء وتخفيفها وفتح الواو وتشديدها اى يكلفون الصوم تاويله على الشيخ الكبير والمرأة الكبيرة لا يستطيعان الصوم والمريض الذى لا يرجى زوال مرضهم يكلفون ولا يطيقونه فلهم ان يفطروا ويطعموا مكان كل يوم مسكينا وهو قول سعيد بن جبير وجعل الآية محكمة وروى عن بعض اهل العلم انها لم تنسخ وانها رخصة للشيوخ والعجائز — (معالم ملخصا)
وروى ان انس بن مالك ضعف عن الصوم عاما قبل موته فصنع جفنة من ثريد ودعا ستين مسكينا فاطعمهم — وعن ابن عباس رض بسند صحيح انه قال لام ولد له حامل او مرضعة انت بمنزلة الذين يطيقون الصوم عليك الطعام لا قضاء عليك —
وعن ابن عمر ان احدى بناته ارسلت تسأله عن صوم رمضان وهي حامل قال تفطر وتطعم كل يوم مسكينا وقد روى هذا عن جماعة من التابعين (فتح البيان ص ج ۱)

تب تک اہل نیچر کا استدلال اس آیہ مجمل و محتمل سے جائز نہین ہے

حضرت ابن عباسؓ کی مقرری حد پر تو تعامل و توارث امت دلیل ہو سکتا ہے جس سے اس آیہ کا اجمال و تعدد احتمال رفع ہو سکتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اس تکلیف سے وہی تکلیف مراد ہے جو امثال شیخ فانی و مریض نا امید کو ہوا کرتی ہے کیونکہ اگر اس درجہ سے اتر کر کسی اوسط درجہ کی تکلیف یا اخیر درجہ کی تکلیف جو اکثر نوجوان نازپروردہ لوگون کو ہوا کرتی ہے مراد ہوتی تو زمانہ رسالت سے لیکر اس آخری زمانہ (تیرہوین صدی) تک کسیکے خیال مین آتی اور اوسکے موافق امت محمدیہ مین تعمیل جاری رہتی۔ زمانہ رحلت حضرت رسالت سے آجتنک کسی فرقہ اسلامی کے کسی نوجوان تندرست کے لئے ادنی تکلف کے سبب سے روزہ کی معافی ہو جاتی۔

اور اہل نیچر کی خیالی حد نا محدود پر اسوقت تک کوئی دلیل قائم نہین ہوئی جب یہ کوئی ایسی دلیل جو قوت و دلالت مین دلیل تحدید حضرت ابن عباسؓ سے بڑہکر ہو اپنی خیالی تحدید پر قائم کرینگے اسوقت اس آیہ سے استدلال کرنیکے مستحق و مجاز ہونگے بالفعل تو اس آیہ سے انکا استدلال محض خیال و سودائے محال ہے۔

(۳) ہمنے یہ بہی مانا اور فرض کیا کہ تکلیف کی وہی حد نا محدود ہے جو اہل نیچر نے سمجہی ہے اور معنی و حقیقت لفظ یطیقونہ مین اجمال و تعدد احتمال نہین ہے مگر پہر بہی اس آیہ سے اجمال و تعدد احتمال رفع نہین ہو سکتا یہ اجمال و تعدد احتمال لفظ و معنی یطیقون مین نہ سہی اسکی مفعول ضمیر منصوب مین موجود و قایم ہے جسکے سبب یہ آیہ باوجود تسلیم تعیین معنی یطیقون کے مجمل ہے اسمین ایک احتمال یہ ہے کہ ضمیر مفعول فدیہ کی طرف پہرتی ہو اور آیہ کے معنی یہ ہون کہ جسکو فدیہ دینے کی طاقت ہو اپہر عید کے دن صدقہ

اختلف السلف فی قوله تعالی وعلی الذین یطیقونه علی قولین
احدهما انه کان رخصة فی اول الاسلام ان من شاء صام
ومن شاء افطر وتصدق ثم نسخ وثانیهما ان المعنی وعلی الذین
لا یطیقونه او علی الذین یطیقونه فی حال قوتهم ثم عجزوا

عن الصوم والمراد هو الشيخ الفاني وعندي وجه ثالث
هو ان المعنى ويجب طعام مسكين على الذين يطيقونه
يوم الفطر فاضمر قبل الذكر لانه مقدم رتبة كما في
دار ه زيد وضرب غلامه عمرو وذكر الضمير ميلا
الى المعنى لان الفدية انما هي الطعام كما
قال الله تعالى وان لكم في الانعام لعبرة
نسقيكم مما في بطونه مصنف)
ووجوب الفطر مذهب جميع اهل العلم
واستنبطت[٭] من كلام القاسم و
سعيد بن جبير على ما سياتي[†] وجها
رابعا وهو ان المعنى وعلى الذين
يطيقون القضاء في ايام اخر ولا يقضون
فدية طعام مسكين والايام الاخر
المراد بها ما بعد رمضان الفائت
الى رمضان اخر لانه ان اريد بها
عدم القضاء مطلقا لم يثبت ذلك
الا بعد موته وبعد الموت لا يكون

وینا واجب ہے۔ اس پر اگر کوئی اعتراض
کرے کہ فدیہ مونث ہے اور یہہ ضمیر مذکر
ہے تو اسکا جواب یہہ ہے کہ فدیہ حقیقت
اور اصل میں طعام ہے اور وہ مذکر ہے
نہ مونث پس یہ تذکیر ضمیر بلحاظ معنی ہے
نہ بلحاظ لفظ جیسے آیہ وان لکم فی
الانعام لعبرۃ نسقیکم مما فی بطونه
میں ضمیر بطونہ کو جو سورہ نحل میں بتذکیر وارد
ہے سورہ مومنین میں بلحاظ معنی[‡] مونث
کر دیا ہے اور اگر کوئی یہہ اعتراض کرے
کہ اس ضمیر سے پہلے یہاں فدیہ کا ذکر
نہیں ہے اور قبل ذکر مرجع ضمیر کا لانا منع
ہے تو اسکا جواب یہہ ہے کہ گو فدیہ لفظاً
ضمیر سے پہلے مقدم و مذکور نہیں ہے مگر
رتبۃً مقدم و مذکور ہے جیسے ضرب غلامہ
عمرو میں عمرو رتبۃً مقدم و مذکور ہے۔
دوسرا احتمال یہہ ہے کہ یہہ ضمیر قضا کیطرف

[†] هو ما روى مالك (في باب اذا لم يقض حتى دخل رمضان اطعم وقضى من موطا) عن عبد الرحمن بن القاسم عن ابيه انه كان يقول من كان عليه قضاء رمضان فلم يقضه وهو قوي على صيامه حتى جاءه رمضان فانه يطعم كل يوم مسكينا مدا من حنطة وعليه مع ذلك القضاء قال مالك انه بلغه عن سعيد بن جبير مثله

[‡] وانما ذكر الضمير ووحده ههنا (اي في النحل) للفظ وانثه في سورة المؤمنين للمعنى فان الانعام اسم جمع ولذلك عده سيبويه في المفردات المبنية على افعال (بيضاوي ص ۲۳۶ جلد ۱)

محلا لوجوب شيء فلا يكون
للآية معنى واستنبطت من حديث
من مات وعليه صيام فليطعم
عنه مكان كل يوم مسكينا وجها
خامسا وهو ان المعنى وعلى الذين
يطيقون القضاء ولا يقضون حتى
يموتوا اطعام مسكين بكل صوم
مد ومعنى على الذين انه يجب على
الولي ان يخرج من تركة الميت
بسبب شغل ذمة الميت بالصوم
وهذه وجوه صحيحة۔
وقد ذهب الى مدلول كل واحد
منها السلف۔ والظاهر انهم
اخذوا من محتملات الآية
(مسوی)

راجع ہے جسکا آیہ فعدۃ من ایام اخر مین
حکم ہے اور اس آیہ کے معنی یہ ہین کہ جو لوگ
دوسرے دنون مین مرض وسفر کے روزے
قضا کر سکتے ہین پہر وہ رمضان آیندہ تک قضا
نکرین تو اونپر قضا کے ساتھہ فدیہ بہی واجب
تیسرا احتمال یہ ہے کہ یہ ضمیر اسی قضا کیطرف
راجع ہو اور معنی آیہ کے یہہ ہون کہ جو لوگ قضا
روزہ سفر و مرض کی طاقت رکہتے ہون
پہر وہ قضا نکرین اور فوت ہو جاوین تو اونکے
مال سے ایک روزہ کے بدلے ایک مسکین کو
کہانا نکالنا واجب ہے۔ یہہ احتمالات
ثلثہ احتمال مفید مطلب اہل نیچر اصوم کیطرف
ضمیر راجع ہونے کے مقابلہ مین قائم ہین
اور یہہ آیہ ان سارے احتمالات کی محتمل ہے
اور ہر ایک احتمال کا کوئی نہ کوئی سلف بہی

قائل ہے چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ نے احتمالات ثلثہ کو مع دو احتمال اول
یطیقون کے شروح موطا مسوی و مصفی مین تفصیل بیان کیا ہے پس جبتک اہل نیچر
ان احتمالات ثلثہ کو نہ اوٹہالین اور کسی دوسری دلیل سے ثابت نکر دین کہ اس ضمیر
کا صوم کیطرف راجع ہونا متعین و متحتم ہے تب تک اونکا استدلال اس آیہ کثیرۃ الاحتمال
سے کب جائز ہے۔
خلاصہ جواب دلیل نقلی اہل نیچر کا یہہ ہے کہ اس آیہ مین معنی تجویزی اہل نیچر کے

مخالف پانچ احتمال ہین دو احتمال معنی و حقیقت لفظ یطیقون مین اور تین احتمال اسکے مفعول ضمیر منصوب مین - پس جبتک اہل نیچران پانچون احتمالات کو نہ اوٹہالین اور اپنے خیالی معنی کا متعین و مراد ہونا اس آیہ کے سوا اور دلائل سے ثابت نکردین انکا استدلال اس آیہ کثیرۃ الاحتمال و پر از ابہام و اجمال سے بحکم اصل دوم جائز نہین ہے -

اور اونکی دلیل عقلی سراسر مغالطہ و دہوکہ پر مبنی ہے - خدا تعالے نے جو مختلف دیار و امصار و مواسم کے تندرست و مقیم لوگون کو علی الاطلاق روزہ رکہنے کا قرآن مین حکم دیا ہے اور اوسکے برخلاف روزہ نرکہنے اور فدیہ دیدینے کا صریح و صاف طور پر اختیار نہین دیا اسمین نیچر انسانی کا کچہہ خلاف نہین کیا اور نہ لحاظ ایام و مواسم کو فروگزاشت کیا ہے بلکہ اس حکم مین مختلف طبایع مکلفین مختلف ازمنہ و امکنہ کا لحاظ کرلیا ہے جسکا اظہار و بیان ان دو آیتون مین کردیا ہے ایک یہہ آیہ جسمین عموما اعمال مکلفین کا استطاعت پر موقوف ہونا بتایا اور صاف فرمایا ہے کہ خدا تعالے کسی فرد بشر کو (خواہ وہ جوان عرب کے ریگستان کا ہو خواہ شملہ و کابل یا کسی اور کوہستان کا عرض ستین مین خواہ بعرض محال عرض تسعین مین کسی عمل و حکم کے بجالانیکی تکلیف نہین دیتا

لا یکلف اللہ نفسا الا وسعها سورۂ بقر رکوع ۴۰

مگر اسقدر کہ وہ طاقت رکہے جسمین عام طور پر فرما دیا ہے کہ اگر کسی جوان ناتوان کو کسی خاص زمان و مکان مین روزہ رکہنے کی طاقت نہو تو اسپر اسی زمان و مکان مین روزہ رکہنا واجب نہین پر اسمین یہہ بیان نہ تہا کہ طاقت نہونیکی کیا حد ہے اور روزہ نہ رکہنے کے بدلے کیا کرے ان باتون کو دوسری آیتین کہولکر بتا دیا اور یہہ فرما دیا کہ طاقت نہونیکی حد یہہ ہے کہ مریض ہوجاوے اور روزہ کے بدلہ مین صحت و اعتدال کی زمان و مکان مین روزہ رکہہ لے - وہ دوسری آیہ یہہ ہے کہ جو تم مین سے مریض یا مسافر ہو تو وہ فوت شدہ روزونکے بدلے دوسرے دنوںمین روزے رکہہ لے - خدا تعالے تمہارے حق مین آسانی چاہتا ہے تنگی نہین

فمن کان منکم مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر - یرید اللہ بکم الیسر

سمہین یدبکم العسر - بقیہ ع ۳۳ - چاہتا جسمین خاص طور پر روزہ کا حکم فرمایا

کہ جو شخص جوان ہو یا بڈہا گرم ملک مین ہو یا سرد مین عرض تسعین مین ہو خواہ بعرض شمالی ہو یا
تسعین مین روزہ رکہنے مین کسی مرض مین مبتلا ہو وہ اس حکم معافی روزہ مین مشمول
نہین ہو سکتا اور جو روزہ رکہنے سے مریض ہو جاوے وہ روزہ رکہنے سے معافی سمجہے
پہر اوسکے بدلے دوسرے وقت و مکان مین جب روزہ کی طاقت پاوے روزہ رکہہ لے۔
اور جو کوئی وقت و مکان صحت و توانائی کا نپاوے ہمیشہ عرض تسعین یا اسّین پہاڑون مین اُسپر
رمضان آوے وہ بحکم آیہ اولی اپنے آپ کو ہمیشہ کے لئے حکم صیام سے مرفوع القلم سمجہے۔
اب اہل نیچر غور کرین اور انصاف سے کہین کہ اس تشریح کے ہوتے روزہ کو علی الاطلاق
واجب کرنے اور اچہے بہلے مقیم نوجوان و توانا آدمی کو روزہ نہ رکہنے اور اوسکے بدلے فدیہ دینے
کا اختیار نہ دینے مین نیچر انسانی کا خلاف کہان لازم آتا ہے۔ جو لوگ آپ لوگون کی
زعم مین عرض تسعین مین رہتے ہین یا نہایت نازک مزاج ہو کر کلکتہ کی گرمی مین آباد ہین اگر
وہ روزہ رکہنے سے کسی مرض مین مبتلا نہین ہوتے تو اونکو روزہ رکہنے مین کیا عذر ہے
اور اگر وہ لوگ روزہ کی سختی سے کسی مرض مین مبتلا ہو جاتے یا ہو جانیکا اندیشہ رکہتے ہین
اُنپر خدا تعالے روزہ رکہنے کو کب واجب فرماتا ہے پس اس حکم صیام مین مخالف نیچر تجویز
کرنا و بناء علیہ اچہے بہلے جوانون کے لئے حکم فدیہ تراش دینا کب مناسب ہے۔
یہ ہمنے ان لوگون کی کل تقریر مغالطہ آمیز کو تسلیم کر کے اُسکا جواب دیا ہے - اور اگر ہم اس تقریر کے
بعض اجزا کو تسلیم نہ کرین تو بہی گنجائش ہے مثلا انکا عرض تسعین مین وجود مکلفین روزہ دارون کا
تجویز کرنا - یہ لایق تسلیم نہین عرض تسعین مین نہایت درجہ حر و قر کے سبب زیست انسان بلکہ
کسی حیوان کی عادۃً کب ممکن ہے - پہر وہان فرض مسئلہ روزہ کیا معنی رکہتا ہے
اسمین کسیکو کچہہ عذر ہو تو بتاوے کہ عرض تسعین مین کونسی آبادی ہے اور کون سے جغرافیہ دان
اوسکے قائل ہین۔

عرض تسعین شمالی مین ہیشک آبادی ہے بلکہ عرض ست وستین مین عہد بطلیموس سے آبادی چلی آتی ہے - ایسا ہی عرض ثمان وستین مین جہان روس کا ایک قلعہ ہے جسکا قولہ نام ہے اور وہان سال مین باسٹھ روز آفتاب کا غروب اور اٹہالیس روز طلوع نہین ہوتا اور بعض اوقات عساکر اسلام کا بہی اسمین گزر ہوا ہے کما ذکرہ الفاضل ہارون فی ناظورۃ الحق فی فرضیۃ العشاء وان لم یغب الشفق مگران لوگونکے حقمین روزہ کا حکم موافق طبیعت انسانیہ کے قرآن نے بیان کردیا جو اوپر مذکور ہوا

اہل نیچر نے ان لوگون کے حقمین روزہ کی دشواری دیکھکر سبہی لوگونکے لئے روزہ کے بدلے فدیہ تجویز کر دیا مگر تعجب ہے کہ نماز کے لئے ابتک کوئی فدیہ یا کفارہ تجویز نہین کیا- روزہ تو سال مین ایک مہینہ ہوتا ہے نماز ہر روز پانچ دفعہ مناسب تہا کہ ساکنین عرض تسعین کے خیال سے حکم نماز مین بہی ترمیم کرتے اور اونکے طفیل سے کلکتہ وغیرہ گرم شہرونکے رہنےوالون کے لئے نمازون (خصوصاً نماز ظہر) کے بدلے کوئی آنہ پائی فدیہ کفارہ تجویز کر دیتے تو اونکی اتباع جو قدیمی عادت کے سبب ہانوز نماز کے پابند ہین اس مصیبت سے رہائی پاتے جیسی مصیبت روزہ سے خلاصی پاتے ہین اور شبانہ روز اس مسئلہ کے موجد کے لئے دعائین کرتے ہین شاید آئندہ اسکی تجویزین ہون اللہم احفظنا منہ-

حاصل کلام وخلاصہ مرام یہ کہ حکم فرضیت صیام علی الاطلاق دلائل (قطعیہ کتاب و سنت وتعامل امت) سے ثابت ہے اور اچہے بہلے آدمی کے لئے روزہ نہ رکہنے اور اوسکے بدلے فدیہ دینے کی اجازت ایک آیہ مشتبہ ومجمل واحتمالات کثیرہ کی محتمل سے نکالی جاتی ہے اور اوسکی تائید مین اپنے وہمی خیالات کو پیش کیا جاتا ہے- مومن متبع شریعت کو چاہیئے کہ قطعیات و ضروریات دین کو اشتباہی امور سے نہ چہوڑے اور اہل نیچر کے وہمی مغالطات سے بچتا رہے اور اپنے قدیمی متوارث اسلام وشعائر پر ثابت قدم رہے- وما علینا الا البلاغ المبین والحمد للہ رب العالمین

علمای اسلام نے ان لوگونکے حقمین اور بہی سہلین تعیین حکم نماز و روزہ کے نصوص سے مستنبط کی ہین جنکی تفصیل کتب فقہ مین موجود ہے یہ رسالہ ان تفاصیل کے بیان کا متحمل نہین ہے- ۱۲